مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی ۔ لاہور

آخری قسط

مولانا ابوالکلام آزادؒ کی صدی میں رُتبۂ تجدید سے آشنائی

عزیزی ذوالکفل سلّمہ کی دُوسری خواہش مولانا کے فقہی مسلک کے متعلق تھی ۔ سچی بات یہ ہے کہ مجھے اس قسم کے سوالوں سے ہی گھن سی آتی ہے ـــــ اُمتِ رسُول کی اصلاح کے لئے ، تاریخ اسلام کے مختلف اَدوار میں مجددانہ اور مجتہدانہ رول اَدا کرنے والی شخصیات ' قدرت کا لازوال عطیہ ہوتی ہیں اور اس قسم کی تقسیم سے ماوراء اور بلند ـــــ یہ الگ بات ہے کہ مولانا السید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے بقول " ان کا مجتہدانہ ذوق کسی خاص اسکول سے میل کھا جائے ۔" شاہ صاحب تحدیثِ نعمت کے طور پر خود اپنے متعلق ارشاد فرماتے کہ " ہر مسئلہ پر قدرت نے مجھے مجتہدانہ ذوق بخشا لیکن تمام تر سعی وکاوش کے بعد نگاہ اُٹھتی ہے تو حضرت الامام ابو حنیفہ قدس سرہٗ کی فقہی کاوشیں ، قرآن وسنت کے احکام کی صحیح تعبیر و آئینہ دار نظر آتی ہیں ۔"

بدقسمتی سے ہمارا ماحول بُری طرح تشتت وافتراق کا شکار ہے ۔ دنیا کی انسانی آبادی کا بڑا حصہ کفر کی مختلف شکلوں میں مبتلا ہے تو اسلامیانِ عالم کی اکثریت کی نسبتِ اسلام باعثِ شرم ! الحاد و زندقہ کی لہریں چاروں طرف نظر آرہی ہیں اور نسلِ نو اسلام کے چشمۂ صافی کی تلاش میں سرگرداں ۔

اصحابِ علم ومعرفت عجیب قسم کے تنگنائوں میں مقید ہو کر رہ گئے ہیں ، ہر شخص ایک خاص ماحول میں قید ہے اور اس سے باہر دیکھنے کو مطلق تیار نہیں ـــــ برِ عظیم میں انگریزی استبداد کے دَور میں عدمِ تقلید کی جو لہر منظم ہوئی اور بعض حضرات نے " اہلِ حدیث " کا عنوان سرکارِ برطانیہ سے رجسٹرڈ کرا کے جو مہم شروع کی ، وہ کیا کم خطرناک روش تھی کہ اس کے ردِ عمل کی کاوشوں نے وہ ستم ڈھایا کہ توبہ بھلی ـــــ ! حالات نے ایسی بگاڑ کی شکل اختیار

کی کہ قرآنِ عزیز کے ارشادات نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ "حلقۂ یاراں میں بریشم کی طرح نرم مسلمان" غیروں کے لئے فولاد بننے کے بجائے اپنوں کے لئے فولاد بن گئے۔ اسلام کی اعلیٰ و ارفع تعلیم سے دُوری کا یہ لازمی اثر تھا۔ ورنہ مولانا سید انور شاہ کے بقول رشتۂ انسانیت ہی ایسا عظیم رشتہ ہے کہ ہزار مذہبی اختلاف کے باوصف "شرفاء" مل جُل کر زندگی گزار سکتے ہیں، محدثِ کشمیری نے فرمایا :

"دو مذہبوں کے شُرفاء مل کر جی سکتے ہیں، لیکن ایک مذہب کے دو کمینے مل کر جی نہیں سکتے۔"

گاندھی، انور شاہ کی اس بات پر تڑپ اٹھا اور انور شاہ کو ملنے دیوبند کا عزم کر لیا کہ اس شخص کی زیارت، سعادت ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ گرفتاری نے گاندھی کا خواب پورا نہ ہونے دیا اور وہ امام العصر سے نہ مل سکا ـــــــــــ

دورِ سامراج کی مخصوص فرعونی حکمتِ عملی "لڑاؤ، حکومت کرو" نے کیا گُل کھلائے، ایک طرف جدید تعلیم کے نام پر علی گڑھ میں مُسلم اُمہّ کے شاہین صفت بچوں کو خوشامد و غلامی کا درس دیا جانے لگا ـــــ جس کا ردِّ عمل بعض علیگ حضرات کی طرف سے جامعہ ملیہ کی شکل میں سامنے آیا جس کا افتتاح محمد علی جوہر، ڈاکٹر انصاری اور حکیم اجمل خان نے شیخ الہند مولانا محمود حسن سے کرایا تو دُوسری طرف بہت سے مذہبی طبقات ایسے کھیل میں لگ گئے جس کا فائدہ صرف انگریز کو ہو اور مُسلم ملت کا کاز نقصان اُٹھائے۔ ہماری ایمان دارانہ رائے ہے کہ بریلی، تھانہ بھون اور دہلی و ٹبالہ کی ساری کاوشیں اسی لئے تھیں کہ انگریز کا بھلا ہو۔ ہم حد درجہ احتیاط سے کام لیں تو کہہ سکتے ہیں کہ بہت سے سادہ دِل حضرات سادگی میں ایسے کام کرتے رہے، لیکن سادگی کی بھی تو حد ہوتی ہے۔ ورنہ جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس کلکتہ کا صدر اور سیرت النبی کا مُصنّف، خانقاہ تھانہ بھون سے وابستگی کے بعد انگریزی اقتدار کے زیرِ سایہ ایک "شیخ الاسلام" کا مُطالبہ کرے اور حدیث کی معروف کتاب مُسلم کا شارح ۱۹۰۶ء کے سَروں اور خان بہادروں کے کلب کی حمایت میں نکل کھڑا ہو اور خانقاہ تھانہ بھون کے دارالافتاء سے ہر قومی تحریک کی راہ روکی جائے، عجیب سی بات ہے، ایسے ہی جیسے بریلی سے عشقِ رسُول کے نام پر پورے برِ عظیم کے ہر فرد، جماعت، اِدارے اور مدرسے کو زندوں اور مردوں کو کفر کی تیشہ زنی سے مجروح کیا جائے اور اس بے دردی سے کفر کی مشین چلائی جائے کہ الامان، مولانا احمد رضا خان کے عقیدت مند، مولانا کے اس فعل کی مشکل سے ہی توجیہہ کر سکیں گے۔ جماعتی عصبیت میں کھینچا تانی الگ

بات ہے ورنہ محاسبۂ آخرت کا احساس کر کے ذرا سوچیں تو سر سید سے جناح تک، حالی سے اقبال تک، شاہ اسمٰعیل سے اشرف علی تھانوی تک، عبدالباری فرنگی محلی سے کارکنانِ خلافت تک، احرار و جمعیۃ اور دیوبند، ندوہ اور خیرآباد و فرنگی محل سے علی گڑھ تک کوئی بھی مسلمان نہیں ؟

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغِ قبلہ نما آشیانے میں

"عشقِ رسول" کے مقدس عنوان سے اتنا سنگین جرم ؟

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے ؟

اور بھوپال، دھلی اور امرتسر کی سلفی درسگاہوں کے اکابر ۱۳۲۷ھ میں لاہور میں جمع ہوں، لاہور، راولپنڈی، وزیرآباد، سیالکوٹ، بٹالہ، ملتان اور امرتسر وغیرہ مقامات کے "مشہور علماءِ اہلِ حدیث" کے مجمع میں "انجمن اہلِ حدیث" کے اغراض و مقاصد کا اس طرح اعلان ہو کر اسکی چھٹی شق میں کہا جائے کہ :

تمام مسلمانوں کو انگریزی گورنمنٹ کی فرماں بردار رعایا بن کر رہنے کی نصیحت و تاکید کرنا

(یہ تفصیل احقر کے پاس محفوظ ہے)

آخر کون سی قرآنی آیت یا حدیثِ رسول کے حوالہ سے روا ہے اور اس کو کس عنوان سے یاد کیا جائے، مذہبی طبقات کے حوالہ سے معاملہ بڑا المناک ہو جاتا ہے اور خاص کر اس حوالہ سے کہ سلفیت کے مدعی باہم دِگر اکٹھے ہو کر ساری قوم کو انگریز کی فرماں برداری کا سبق پڑھائیں، الامان، اور توبہ توبہ —— کیا حضراتِ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے فقہی سرمایہ سے استفادہ جرم ہے اور انگریز کی فرماں برداری عینِ حق و صواب ؟ ان حضرات ائمہ میں سے کس نے یا اُن کے ذمہ دار نام لیواؤں میں سے کس نے یہ کہا کہ قرآن کو چھوڑ کر اور سنتِ نبوی کو نظر انداز کر کے کسی اور کے پیچھے چلا جائے —— حاشا اللہ ایک مسلمان اس کا تصور بھی کر سکتا ہے ؟ ہاں اگر ایک مریض علاج کے لئے طبیب حاذق اور ماہر ڈاکٹر سے استفادہ کر سکتا ہے اور مکان کی تعمیر کے لئے انجینئر سے، عدالتی مسائل میں ذمہ دار وکیل سے اور ایسے ہی ہر شعبہ کے ذمہ داروں سے استفادہ جرم نہیں تو قرآن و سنت کے احکامی مسائل کے وہ شارحین جنہوں نے اپنی زندگیاں اس راہ میں کھپا دیں، اُن پر اعتماد کرنا کیوں جرم ہے ؟ جبکہ پوری جدّ و جہد کے بعد بھی انہوں نے ابوالکلام کے بقول کہا تو یہ

"خبرِ رسول سامنے آجائے تو میرا قول ترک کر دو" ——— اور

"میری کاوشس سے سامنے آنے والی فقہ کے کسی مسئلہ سے متعلق کوئی صحیح حدیث سامنے آجائے، جو

میری کاوش سے مختلف ہو تو حدیث کو اختیار کر کے میری رائے چھوڑ دو، بلکہ اسے دیوار پر دے مارو"

تو ایسے بندگانِ بےنفس اور صاحبانِ نظر سے استفادہ آخر کیا جرم ہے ؟ جس کے لئے اس طرح لٹھ گھمائی جاتی ہے کہ ایک کو دن کھڑے ہو کر ابوحنیفہ و مالک جیسے اساطینِ اُمّت پر اس طرح برستا ہے کہ الامان۔ انسانیت کے محسن، حضرات محدثین میں سے کون ہے جو فقہی حوالہ سے ان اساطینِ علم سے وابستہ نہیں اور حضرت الامام ابنِ تیمیہ جن کی جراُت دینی و تحقیقاتِ علمی کا بڑا احترام ہے، کیا وہ حضرت الامام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مُقلّد نہیں ——— ؟ اور کیا الشیخ محمد بن الوہاب مرحوم اور اُن کے افکار پر قائم آلِ سعود کی حکومت اور اس کے اعوان و انصار حنبلی نہیں ؟ اگر یہ سب ہے تو پھر یا خُدا یہ ہنگامہ کیا ہے ؟ اور کیا بعض حضرات، حضرات ائمہ سے اس درجہ عناد رکھتے ہیں اور بالخصوص تین چوتھائی مسلمانوں کے مقتدا حضرت الامام ابوحنیفہ سے، کہ اُن کے ذکر پر مُنہ سے جھاگ بہنا شروع ہو جاتی ہے علماءِ اہلِ حدیث کے سرخیل اور دُنیائے حُرّیت کی آبرو مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزندِ عزیز سید ابوبکر شہید نے اپنے عظیم والد کے تذکرہ میں " اہلِ حدیثوں کو ابوحنیفہ کی بددُعا کھا گئی" والی بات لکھی اسے ضرور دیکھ لینا چاہیئے اور انکارِ حدیث کے نتائج پر اپنے ہی ایک بزرگ اہلِ قلم کی نگارشات سامنے رکھ کر بات کرنی چاہیئے۔

ابوالکلام کا معاملہ یہ ہے کہ اس کے متعلق ہمارے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزندِ نسبتی مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم کا یہ دعویٰ کہ "مولانا آزاد عقیدۃً و مسلکاً اہلِ حدیث تھے"، محض ایک دعویٰ ہے جس کے لئے ہمارے محترم بزرگ کے پاس کوئی دلیل نہیں، مولانا سوہدروی نے اخبار "مسلمان" کی خصوصی اشاعت کا "بیادِ ابوالکلام" اہتمام کیا تو ماتم کے سے انداز میں لکھا کہ "مولانا کی جس قدر سوانح عمریاں آئیں یا اخبارات و رسائل نے نمبر شائع کئے اُس میں مولانا کی حیاتِ مبارکہ کے اس پہلو سے خاموشی برتی گئی" مولانا سوہدروی نے متحدہ ہندوستان کی عظیم جماعت "جمعیتہ علماءِ ہند" (جو ہند میں اب بھی ہے لیکن اُسی طرح جس طرح پاکستان میں جمعیتہ علماءِ اسلام، جمعیتہ علماءِ پاکستان اور جمعیتہ اہلِ حدیث ہیں) کے آرگن "الجمعیتہ" کا خاص طور پر ذکر کیا کہ اُس نے انصاف نہیں کیا اور ابوالکلام کی سلفیت بالفاظ دیگر ان کے غیر مقلّد ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ اور

اِس حوالہ سے ہمارے بزرگ مولانا سوہدروی جو لیل ایک دے سکے، اُنہیں احساس نہ ہوا کہ ابوالکلام اِس اُمتِ خُفتہ بخت کو بھولا سبق یاد دلانے والے ایک داعی اور صاحب الامر تھے جنہیں قدرت نے لازوال نعمتوں سے نوازا، منہجِ نبوی و صحابہ کے سے انداز میں قرآن فہمی کا ذوق بخشا، صورِ اسرافیل کی سی گھن گرج عطا کی، دعوتِ دین کا ایک مخصوص اسلوب عطا کیا وہ قرونِ اولیٰ کے قافلے کا بچھڑا ہوا فرد تھا جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دورِ زوال میں اُن کی اصلاح کے لئے پیدا کیا، اِس کو مخصوص اغراض سے بننے والی عصرِ رواں کی گروہ بندی سے بچانا ہمارا فرض ہے نہ کہ اِس دلدل میں پھنسانا ۔ ۱۳۲۴ھ (آج سے لگ بھگ ۸۴ سال قبل) میں قائم ہونے والی جس انجمن اہلِ حدیث کے اغراض و مقاصد کا ایک نمبر (چھٹی شق) ہم نے مصدقہ ذریعہ سے نقل کیا، کیا اسی جماعت اہلِ حدیث کے ابوالکلام ممبر تھے ———— ؟ انا للہ وانا الیہ راجعون، جس مرحوم انسان نے عمرِ عزیز انگریز سامراج کے خلاف جنگ میں گزاری، جس نے مشرقِ وسطیٰ کے دورہ میں مرحوم جمال عبدالناصر کو یہ سبق پڑھایا کہ "سمندر کی تہہ میں مچھلیاں باہم دگر لڑ رہی ہوں تو اِس میں بھی سازشِ افرنگ ہوگی" اِس کا مسلکی رشتہ ایسی جماعت سے جو انگریز کی وفاداری کا سبق پڑھائے؟ ابوالکلام پر ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ میں تو مولانا سوہدروی مرحوم سمیت اکابر علماءِ اہلِ حدیث کا بے حد قدر دان ہوں، اِختلافِ فکر و نظر کے باوصف قدر دان ہوں، قریبی دور میں مولانا عطاء اللہ حنیف اور مولانا محمد حنیف ندوی رحمہما اللہ تعالیٰ سے مجھے نیاز حاصل تھا اور اِن حضرات کی محبت مجھے حاصل تھی، موجودہ حضرات میں مولانا محمد اسحٰق بھٹی جیسے صاحبانِ نظر سے میرا مخلصانہ تعلق ہے، جبکہ غزنوی خاندان کی علمی بصیرت، روحانی سربلندی اور مجاہدانہ کردار کا میں بطورِ خاص مداح ہوں لیکن سوچتا ہوں کہ ان بحثوں کا فائدہ ———— ؟ برادرانِ اہلِ حدیث کے مخصوص فقہی مسائل کے حوالہ سے، ابوالکلام کے قلم سے ایک لفظ ثابت کرنا مشکل ہے، یہ ان کا میدان ہی نہ تھا اور ان کو دیکھنے والے اب بھی بہت سے موجود ہیں میں نے کئی ایک محترم حضرات سے مولانا کی نماز کی کیفیت کا پوچھا تو مجھے سوادِ اعظم کی طرح ادائیگیٔ صلاۃ کا جواب ملا۔

ہمارے مولانا سوہدروی مرحوم اور ایسے ہی بعض دُوسرے حضرات بعض اہلِ حدیث کانفرنسوں میں مولانا کے خطبہ ہائے صدارت کے حوالہ سے اگر بات کریں یا مولانا کے اپنے والدِ بزرگوار کی پیری مریدی کے شغل سے دستبرداری کو اُن کے اہلِ حدیث ہونے کی دلیل بتائیں تو یہ اِن حضرات کی بزرگانہ سینہ زوری ہے جس کا میرے پاس کم از کم جواب نہیں اور مولانا سوہدروی کے حوالہ سے جو کتابچہ حال ہی میں اِس مسئلہ کی وضاحت کے لئے

چھپا اس کو بدقت پڑھ کر کوئی صاحب علم، ابوالکلام کی غیر مقلدیت ثابت کر دیں تو میں ممنونِ کرم ہوں گا مولانا اہلِ توحید کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں تو اُس سے مراد روایتی اہلِ حدیث تو نہیں ہر وہ شخص ہے جس نے خدا کی وحدانیت کے لئے اپنے آپ کو سُولی پر چڑھایا اور اس راہ کی ہر صعوبت برداشت کی، اقبال کے بقول ہند میں سرمایہ ملت کے نگہبان "شیخ مجدد" اور ماوراء النہر کے لوگوں کے لئے ابوحنیفہ کی تقلید کو لازمی قرار دینے والے حکیم الامّت ولی اللہ دھلوی اور مولانا احمد رضا خان کے کشتۂ ستم مولانا رشید احمد گنگوہی کیا اہلِ توحید میں شامل نہیں ——؟ اور میانوالی کے صحرا میں علم کے موتی لٹانے والے مولانا حسین علی اور سرزمینِ لاہور کو نورِ علم سے منوّر کرنیوالے مولانا احمد علی (مولانا سوہدروی کے خسرِ بزرگوار) کیا اہلِ توحید نہیں ——؟ اور بعض اہلِ حدیث کانفرنسوں میں مولانا نے خطبہ ہائے صدارت ارشاد فرمائے تو کیا یہ اہلِ حدیث ہونے کی دلیل ہے؟ وہ جمعیتہ علماءِ ہند، کانگریس، خلافت اور نہ معلوم کن کن اسٹیجز پر خطبہ ہائے صدارت ارشاد فرماتے رہے، مسلم لیگ کے دول فطرت لوگوں کے بقول کانگریس ہندو جماعت تھی تو مسلم لیگ کے قائدِ اعظم محمد علی جناح کے بقول ابوالکلام اس کا شو بوائے ——؟ (یہ فیصلہ ہم نہیں کرتے کہ کہنے والا کس کا شو بوائے تھا ——؟) تو مسلم لیگی ٹھرڈلوں کے بقول وہ ہندو ہو گئے؟ (عیاذاً باللہ) ساری عمر جمعیتہ علماءِ ہند کے کلیدی عہدیدار (صدر و سیکرٹری) حنفی رہے، ابوالکلام نے جمعیتہ کے سٹیجز پر اس کی بعض سالانہ کانفرنسوں میں مثالی خطبات ارشاد فرمائے تو اس نسبت سے وہ حنفی ہو گئے؟ اور گھریلو ماحول، پیری مریدی اور مخصوص خانقاہی نظام کے حوالہ سے تذکرہ، غبارِ خاطر اور الہلال والبلاغ میں جو سامنے آتا ہے وہ اگر عدمِ تقلید ہے تو یہ نتیجہ اخذ کرنے والوں کی عقل کی داد ہی دینا پڑتی ہے، ہم گنہگار عقل پر ماتم کی بات کر کے مجرم نہیں بننا چاہتے —— سیدھی سی بات ہے مولانا کے والدِ عظیم شیخِ طریقت تھے، قادری سلسلہ کے حوالہ سے ان کے نیاز مندوں کا وسیع حلقہ تھا، ہیرے کی طرح ڈبیا میں بند کر کے اس چاند سے فرزند کو علمی منزلیں طے کرائی گئیں اور بہت سوں نے توقع ہی نہیں رکھی بلکہ والد مرحوم کے بعد اسی مسند پر بٹھانے کی کوشش کی جس میں دولت و سرمایہ کے ڈھیر تھے، ہٹو، بچو کی صدائیں، مفت کے خادم تھے اور چھاتہ بردار —— لیکن انسانیت کے لئے آزادی و مساوات اور حریتِ فکر کا داعی اس ماحول کے لئے فٹ نہ تھا، اس نے ان زنجیروں کو توڑا، اس ماحول کو خیرباد کہا، نئی دنیا بسائی، والدِ بزرگوار کی مسند کی بجائے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی کو آباد کیا اور

مصرعہ "من از برلو زندہ کنم دار و رسن را"

کی بھولی بسری روایت کو زندہ کیا —— جیل کی تلخیوں کے دوران چہیتی ہلیہ کی جواں مرگی کا صدمہ برداشت کیا اور پھر کیف و مستی میں ڈوب کر مختلف عنوانات سے ان موضوعات پر قلم اٹھایا تو ہمارے بزرگ اور دوست اِس سے من پسند نتیجہ نکال کر زیادتی تو نہ کریں ۔ ایسا کسی شریعت میں جائز نہیں —— یہاں "وہابیت" کی اصطلاح سامنے آئی ، ہر کسی نے اپنے حوالہ سے اِس کا مفہوم بیان کیا ، لیکن جس گوری چمڑی والے صاحب بہادر نے مخصوص تناظر میں اِس اصطلاح کا چرچا کیا ، بات تو اسکی معتبر ہوئی ، سو اُس نے "وھابی اور غدّار" کو مترادف الفاظ قرار دیا تو اب جو شخص انگریز کا غدّار ہو گا وہ وھابی ہو گا ، وہ مدرسۂ دیوبند کے اکابر و اعیان ہوں یا فرنگی محل کے اساطینِ علم ، خیر آبادی حلقہ کے سرخیل مولانا معین الدین اجمیری ہوں یا مدرسۂ غزنویہ امرتسر کے اکابر ، اِس میں کوئی تمیز نہ ہوگی کہ فلاں امام ابو حنیفہ کا معترف ہے فلاں نہیں ، فلاں عالم ہے فلاں نہیں ، فلاں کے چہرے پر ڈاڑھی ہے فلاں کے نہیں ، غداریٔ سامراج کے "جرم" کا شکار ہر شخص "خواجہ تاشس" ہوگا اور ہر ایک کو یہ کہنے کا حق ہو گا کہ ؎

مقامِ فیض کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے

ابو الکلام مذہبی گروہ بندی کی مخالفت کرتے ہوئے "وحدتِ دینی" کا مبلّغ و منّاد ہے تو بہت سیدھا مسئلہ ہے ، جس پر اکابرینِ مسلم لیگ نے اُسے گاندھی کی خوشنودی کے لئے قرآن کا محرّف قرار دیا لیکن یہ "سچ" ہے ، اِس کا کیسے انکار کیا جائے ۔ لیکن کیا ستم ہے کہ اُس کے اِس ذوقِ نظر کو اُس کی "غیر مقلدیت" کی دلیل قرار دیا جائے —— ؟ مولانا سوہدروی نے بین السطور مولانا کے "ذوقِ بحث و مناظرہ" کو دلائل کے انبار میں ذکر کیا ، مَیں مرحوم کی کوشش ذوقی کی داد دیتے ہوئے اُنکی روح سے یہ سوال ضرور کرونگا کہ کیا عیسائی مشنریز سے مناظرہ بھی "حضرات اہلِ حدیث" کا ہی طرّۂ امتیاز رہا ہے ؟ اِس فن کے امام الائمہ شاہ عبدالعزیز دہلوی اور عیسائیت کو علمی دُنیا میں شکست دینے والے مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکّی کے متعلق بھی اِرشاد فرمادیں تاکہ ہمارے علم میں اِضافہ ہو سکے ! ہمارے "اہلِ حدیث" اکابر و احباب فتوٰی و تقوٰی کی "لطیف بحث" کو اہلِ فقہ کی "حیلہ جوئیوں" کا خود ساختہ عنوان قرار دے کر قرآن و سنّت کے احکامی حصّہ کے خدّام پر برسنا ہی اپنی عظمت سمجھتے ہیں تو ساتھ ہی ذرا مولانا کے وہ اِرشادات بھی دیکھ لیں جہاں وہ حضرت الامام ابو حنیفہ اور امام مالک

قدس سرہما کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی نے کہا کہ حدیث کو چھوڑ کر قولِ امام کی پیروی کی جائے" تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ "کسی" کا احمقانہ خیال ہو سکتا ہے ورنہ ائمہ جیسے حضرات (ابوالکلام انہیں "وجودِ گرامی" کے عنوان سے یاد کرتے ہیں) ایسی بات نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ کہتے ہیں تو یہ کہ "حدیث کے مقابلہ میں ہمارا قول دیوار پر مارنے کے قابل ہے" ——— بہرحال ایک عزیز کی خوشئی طبع کے لئے یہ سوچ کر میں نے قلم اٹھا لیا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک مخلص بندے کے متعلق بدگمانیوں کا بادل چھٹ جائے اور اس کی ذات کا اصل روپ سامنے آجائے، میں اس میں کامیاب ہوا یا نہیں ——؟ فیصلہ قارئین کریں گے، مجھے نہ دعوائے علم ہے نہ کچھ اور ——— بلکہ یہ بات زیادہ صحیح ہے کہ ؎

نہ گلم نہ برگِ سبزم نہ درختِ سایہ دارم
در حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

صحیح الفاظ میں ابوالکلام وہ ہے جو نصر اللہ خان عزیز نے کہا کہ:

تجھ پہ کھولے حق نے رازِ معنیٔ ام الکتاب	فیض ہے روح القدس کا جس سے تو ہے فیض یاب
تو علم بردار ہے اسلام کی توحید کا	تو امیں ہے اس صدی میں رتبۂ تجدید کا

(رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ)

تحریک تحفظ ختم نبوت کی اہم پیشکش

● عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ مرزائیت کے سلسلہ کی اہم کتابیں ● جن کی اشاعت سے قادیانی ایوان لرز اٹھے
● کفر وارتداد اور بے دینی کے اس معاشرے میں ان کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

● مسئلہ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں (مولانا مفتی محمد اسحٰق سندیلوی) ۱۸/ روپے ● قادیان سے اسرائیل تک جناب ابو مدثرہ ۴۰/ روپے
● قادیانیوں کو دعوت حق (مولانا محمد عبداللہ) ۲۵/ روپے ● تائید آسمانی در ردِ نشانِ آسمانی مولانا محمد جعفر تھانیسری ۵/ روپے
● اسلام اور مرزائیت (تقابلی مطالعہ) مولانا محمد عبداللہ ۱۲/ روپے ● ردِ قادیانیت پر دس کتابچے ۱۰/ روپے

خصوصی رعایت
● کوئی ایک کتاب منگوانے پر ۲۰٪ رعایت ● مکمل سیٹ منگوانے پر ۳۳٪ رعایت اور
● ۱۰۰۰/ روپے کی کتب منگوانے پر ۴۰٪ رعایت اور ماہنامہ نقیب ختم نبوت ایک سال کے لئے مفت جاری کیا جائے گا۔

نوٹ: رقم پیشگی ارسال کریں۔ کتاب رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال کی جائے گی۔ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون ۲۸۱۲۳۷